Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۳۔۴ر فروری پیچش کی شکایت رہی۔ گلے میں درد کی تکلیف کئی روز سے ہے۔ جو ابھی رفع نہیں ہوئی۔ (ڈاکٹر) حشمت اللہ۔

حضور ۳ر فروری محلہ دار الرحمۃ میں ڈاکٹر فضل الدین صاحب متوطن کھاریاں کے مکان کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۴ر فروری مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کی دعوت ولیمہ میں رونق افروز ہوئے۔

۴ر فروری کی صبح کو کچھ دیر تک بارش ہوتی رہی۔ جس کی وجہ سے سردی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

قاضی محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول کی اہلیہ صاحبہ چند روز سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز سید محمود عالم صاحب کلرک دفتر محاسب پر نمونیا کا حملہ ہوا ہے ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

احمدیت دنیا کے کناروں تک

نظارت دعوت و تبلیغ کی مساعی

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

لنڈن

دار التبلیغ لنڈن کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ملک انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام تسلی بخش طریق پر ہو رہا ہے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے مولوی غلام فرید صاحب ملک ایم اے کے علاوہ مسٹر محمد عیسیٰ بی اے ایل ایل بی جو آپ سلسلہ کے کاروبار تجارت کے انچارج ہیں تبلیغ میں حصہ لے رہے ہیں۔ چنانچہ ہفتہ وار اجلاس میں آپ نے بھی Islamic Faith "دین اسلام" کے مضمون پر تقریر فرمائی۔ اتوار کے اجلاس میں حاضری خاصی ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ متواتر کئی ہفتوں سے باقاعدہ آتے ہیں۔ اور لیکچروں میں شامل ہوتے ہیں۔ نماز جمعہ میں حاضری کافی ہوتی ہے۔ اور دوسری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمازوں میں بھی لوگ شریک ہوتے ہیں۔ چند نومسلم نمازوں میں باقاعدہ شامل ہونے لگے ہیں۔ اتوار کو عربی تعلیم کے لئے ایک خاص درس جاری ہے۔ اس میں دلچسپی ترقی پر ہے۔ مسجد کے ارد گرد رہنے والے لوگوں کے بچے دار التبلیغ میں آتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک نے تو عربی پڑھنی شروع کر دی ہے۔ خان بہادر محمد حسین صاحب پنشنر جج علی گڑھ کے صاحبزادہ محمد نسیم ایم اے۔ ایل ایل۔ بی جو ترقی تعلیم کے لئے لنڈن تشریف لے گئے ہیں۔ دار التبلیغ لنڈن میں مبلغین سلسلہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

امریکہ اخویم محمد یوسف صاحب انچارج مسجد شکاگو اطلاع دیتے ہیں کہ دو امریکن ایک بڑے شہر میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ اور ہمارے مبلغ کو لیکچروں کے لئے مدعو کیا ہے۔ انڈیانا پولیس کے ایک اخبار میں مسیحیت کی تردید میں احمدی مبلغ کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے عام پبلک پر بہت کچھ اثر پڑا ہے ؎

جنوبی نائجیریا مسٹر جریمی ہارٹن بار ایٹ لاء ایل ایل۔ بی۔ لنڈن کے لیگوس میں مع الخیر پہنچنے سے جماعت احمدیہ کو بفضلہٖ تعالیٰ بہت تقویت ہوئی ہے۔ اسلام کا عام مسیحی نظروں میں احترام بڑھ رہا ہے۔ بیرسٹر صاحب عالی خاندان بارسوخ اور قابل آدمی ہیں۔ گورنمنٹ نائجیریا کے مسلمان کارکنان میں سے یہ پہلے شخص تھے۔ جو چیف سکرٹری کے دفتر میں ترقی کر کے سپرنٹنڈنٹ ہو گئے تھے۔ مگر اسلام اور اسلامیوں کی ضروریات کو مد نظر رکھکر انہوں نے استعفا دیا۔ اور تعلیم کے لئے ولایت آ گئے۔ تمام احمدیہ جماعت سے درخواست ہے کہ اس ہونہار افریقن بھائی کے لئے دعا کریں۔ ان کے پہنچنے کے وقت سے جماعت احمدیہ میں نئے ممبروں کا برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ تازہ رپورٹ میں ۱۲ درخواستہائے بیعت ہیں۔ ان میں سے ایک ۴۰ سالہ بوڑھا عیسائی ہے جس نے مع اپنی ۷۵ سالہ بیوی کے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ تعلیم الاسلام اسکول لیگوس کی عمارت کا مکمل ہونا جماعت احمدیہ لیگوس کی بڑی کارگذاری ہے ؎

شمالی نائجیریا امام شمس الدین کو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے کانو سے علاقہ ایبو میں تبلیغ کے لئے بھجوایا ہے۔ ان کی جگہ امام صادق حسن کا تقرر ہوا ہے۔ جو محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ:۔

مسجد کے بعد اب ہمارے مدرسہ کی عمارت بھی الحمد للہ مکمل ہو چکی ہے۔ لوگ سلسلہ کے مبلغین کی تقریروں کو توجہ سے سنتے ہیں۔ جماعت کانو بفضلہٖ تعالیٰ ترقی کر رہی ہے۔

نیا مشن واضح رہے کہ کانو شمالی نائجیریا کے علاقہ ہوسا میں احمدیہ مرکز تبلیغ ہے۔ اور لیگوس جنوبی نائجیریا میں ہے۔ جماعت لیگوس نے اپنا عالی شان ہائی اسکول بنایا ہے اور ان کی بہت شاندار جامع مسجد ہے۔ لیکن چھاؤنی کانو کی جماعت نے بھی اپنی بساط کے مطابق ہمت سے کام لیکر مسجد و مدرسہ بنا لیا ہے۔ اور امام کانو نے بڑی قربانی سے کام لیکر ملازمت سے استعفا دیا۔ اور اب علاقہ ایبو میں جا کر شہر ابوکو میں نیا مشن قائم کر لیا ہے۔ اور رپورٹ ہے کہ:۔

Egbuku Town is surrendering us and they are rapidly accepting Islam

شہر ابوکو ہماری اطاعت اختیار کر رہا ہے۔ اور لوگ سرعت سے اسلام قبول کر رہے ہیں۔

گولڈ کوسٹ مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم نے مدرسہ احمدیہ سالٹ پانڈ کو ترقی دینے میں بہت کوشش سے کام لیا ہے۔ انسپکٹر مدارس نے اپنے تازہ معائنہ میں مدرسہ کو صوبہ کیپ کوسٹ کے مدارس میں نمونہ اور ایک بہترین عمارت کہا ہے۔ اور امداد کی سفارش کی ہے۔ حکیم صاحب ۹۰ آدمیوں کے داخل سلسلہ ہونے کی اطلاع دیتے ہیں ؎

شام مولوی جلال الدین صاحب شمس ملک شام میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے اور پاک سلسلہ کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچانے کی کوشش میں مستعدی سے مصروف ہیں۔ آپ تازہ خط میں فرماتے ہیں:۔

"اس ہفتہ بارش خوب ہوئی۔ سردی بھی نہایت سخت پڑتی ہے۔ بعض نئے احباب سے بھی سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اور انہیں پڑھنے کے لئے کتابیں دی ہیں۔ حوران میں بعض لوگوں کو مطالعہ کے لئے کتب روانہ کی ہیں۔

"یہاں عیسائیوں کا مرکز جو فرقہ پروٹسٹنٹ کی طرف سے ہے۔ ان کا بڑا پادری جو ڈنمارک کا رہنے والا ہے۔ کتاب حیات المسیح و وفاتہ پر بحث کرتا ہے۔ کل بھی آیا تھا۔ اس لئے تمام دن اس کے سوالوں کے جواب کی تیاری میں لگایا ہے۔"

"برادرم محمد رضا آفندی کے جماعت میں داخل ہونے کی خبر گذشتہ ہفتہ لکھ چکا ہوں۔ ان کے واسطے سے ایک اور شخص حلمی آفندی داخل سلسلہ ہوا ہے۔ ان کی استقامت کے لئے دعا فرمائیں۔"

سماٹرا مولوی رحمت علی صاحب دار التبلیغ پاڈانگ سماٹرا سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مسیحی لوگوں نے مباحثات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سے پہلے مولویوں کو ان سے گفتگو کی جرأت نہ تھی۔ اب خدا کے فضل سے ان مذہبی گفتگوؤں کا اچھا اثر ہو رہا ہے ؎

اشدھی اشدھی کی مردہ لاش میں شردھانند جی کے قتل سے پھر حرکت ہے۔ اور اس فتنہ کو جو خالص مذہبی نہیں سیاسی ہے۔ جس میں مسلمانوں کو من حیث القوم مٹانے کی کوشش ہے دبانے کی ضروری تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ سردست ساندھن میں ڈاکٹر فضل کریم صاحب کا تقرر بطور امیر کر دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے آریہ سماج کا مقابلہ کوئی مشکل بات نہیں۔ اور ہمارے امام نے گذشتہ خطبہ میں فرمایا ہے کہ:۔

"اگر آریہ سماج نے دل آزار روش اور اسلام پر بے جا حملوں کا سلسلہ بند نہ کیا۔ تو ہم ایک حملہ کا جواب "دو" سے دینگے۔ اور پھر پہلے کا سا مقابلہ شروع کر دینگے"

ہاں احمدی احباب سے التماس ہے کہ وہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو مطلع کر دیں۔ کہ احمدی جماعت برابر ۱۹۲۳ء سے علاقہ ارتداد میں کام کر رہی ہے۔ اس علاقہ سے اور مولوی صاحبان چلے آئے ہیں۔ مگر خادمان احمدؐ وہاں برابر ڈیرہ ڈالے ہیں۔ اور جن لوگوں نے یہ شائع کیا ہے۔ کہ علاقہ ملکانہ سے سب مبلغین چلے آئے ہیں۔ ان کا یہ اعلان غیر احمدی علماء کے متعلق صحیح ہے۔ مگر ہماری جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور دوست اس امر کو بھی واضح کر دیں کہ اشدھی کا کام خالص مذہبی نہیں۔ اس لئے محض احمدیت کا کام نہیں۔ بلکہ دشمن کی غرض اس وقت مسلمانوں کو سیاسی طور پر شکست دینا ہے۔ تا ان کی تعداد ہندوستان میں نظر انداز کرنے کے قابل ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی سیاسی اہمیت بالکل گر جائے۔ پس یہ کام مسلمانوں کا من حیث القوم ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا ان کا فرض ہے۔

البتہ میں یہ کہدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور اسپر ہمارا ایمان ہے۔ کہ احمدی جماعت قادیان کی طرح تبلیغ کا کام مستحکم انتظام کے ساتھ کوئی اور جماعت ہرگز نہیں کر سکتی ؎

سیلون جماعت احمدیہ سیلون نے اپنا تیرھواں سالانہ جلسہ کلمبو میں کیا۔ اخویم ٹی کے لائی صدر جلسہ تھے۔ مختلف جماعتوں کے نمائندے شامل ہوئے۔ جلسہ کی روئداد سیلون کے اخبارون میں شائع ہوئی ہے۔

جماعت سیلون جیل، ہسپتال اور کوڑھیوں کی قیامگاہ پر وعظ کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے

متفرق وفد نمبر ۲ اضلاع ہوشیار پور اور جالندھر کا کامیابی سے دورہ کر رہا ہے۔ مسجد شاہجہانپور کے مقدمہ کے سلسلہ میں خوب تبلیغ سلسلہ حقہ ہو رہی ہے۔ خان صاحب فتح حسین خان صاحب رئیس شاہجہانپور کے احمدیت قبول کرنے سے وہاں تحریک تحقیق حق پیدا ہو گئی ہے۔ ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی بفضلہٖ ابلاغ حق کا کام جاری ہے ؎

مولوی جلال الدین صاحب مبلغ علاقہ مین پوری کے ذریعہ سے اس علاقہ میں جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اور خوشی کی بات ہے کہ مولوی [illegible] نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پرانے احمدیوں کا بھی پتہ لگایا ہے جو [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان - ۸ ر فروری ۱۹۲۷ء

خونی علماء

علماء ہند کے اخبار "الجمعیۃ" نے اپنے ۲۳ر جنوری ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہوئے آپ کی ذات والا صفات پر ایک ایسا ناپاک الزام لگایا ہے۔ جس کے حقیقی معنوں میں اصل مصداق خود وہ علماء ہیں۔ جن کا آرگن کہلانے کا اخبار مذکور کو دعویٰ ہے اور جن کی سرشت میں سوائے فتنہ و فساد کے اور کچھ نہیں ہے۔

ذیل میں ہم اخبار مذکور کے اصل الفاظ نقل کرنے کے بعد مختصر طور پر یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ ان میں نہ صرف غلط بیانی اور بے ہودہ سرائی سے کام لیا گیا ہے۔ بلکہ صد درجہ کی دیدہ دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے جرم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"قادیان کا یہ خونی نبی بھی اس چودہویں صدی میں تخریب کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ ایک طرف تو مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی۔ جہاد کا دروازہ بند کیا۔ ایک آئینی جنگ جو تمام قوموں میں تحفظ خود اختیاری اور جماعتی بقا کے لئے اس تہذیب و تمدن کے زمانے میں بھی جاری ہے۔ اس جنگ سے بھی انکار کر دیا۔ لیکن دوسری طرف اس مجسم موت کے پتلے نے اپنی بد عادات اور فشانات کے شوق میں سینکڑوں کو ہلاک و برباد کیا۔"

"الجمعیۃ" سے مطالبہ

قبل اسکے کہ کچھ اور کہا جائے۔ ہم اخبار "الجمعیۃ" سے شرافت اور انسانیت کے نام پر ایک مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر وہ افترا پردازی کے شوق میں بالکل کھو نہیں گیا۔ تو اس کا فرض ہے کہ جواب دے مطالبہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں سے وہ کوئی ایک ہی حوالہ ایسا پیش کرے۔ جس میں آپ نے "تحفظ خود اختیاری اور جماعتی بقا کے لئے" دشمن سے مقابلہ کرنے سے انکار کیا ہو۔ اسی طرح ان علماء سے بھی جن کا "آرگن" ہونے کا "الجمعیۃ" کو دعویٰ ہے۔ ہمارا یہی مطالبہ ہے۔ اگر دیانت اور امانت کا ایک ذرہ بھی ان میں باقی ہے۔ تو ان کے لئے ضروری ہے کہ ان کے آرگن نے کئی لاکھ انسانوں کے پیشوا پر جو الزام کھلے بندوں لگایا۔ اور جس کی دیدہ دلیری سے تشہیر کی ہے۔ اس کا ثبوت پیش کریں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ اور یقیناً نہیں کر سکینگے۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس دنیا میں افترا پردازی اور غلط بیانی کر کے وہ آخرت کی رُوسیاہی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ اور قیامت کے دن نہ صرف انہیں اس کا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ بلکہ اس طرح جن لوگوں کی گمراہی کا باعث بنیں گے۔ ان کے گناہوں کا بھی خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

عجیب و غریب منطق

حیرت ہے۔ اخبار "الجمعیۃ" ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خونی نبی" قرار دیتا ہے۔ اور دوسری طرف اسکے ساتھ ہی حسرت و افسوس کے لہجہ میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی"۔ یہ عجیب و غریب منطق چودہویں صدی کے علماء سے ہی سننے میں آئی ہے کہ جو شخص مسلمانوں سے تلوار چھنوائے۔ وہ "خونی نبی" ہوتا ہے۔ اگر خونی نبی کی یہی تعریف ہے کہ وہ نہ صرف خود دین کی اشاعت کے لئے تلوار نہ اٹھائے بلکہ جو لوگ اپنی غلط فہمی اور علماء کی بیہودہ گوئیوں کی وجہ سے تلوار کے ذریعہ دین کی اشاعت جائز سمجھتے ہوں۔ ان سے بھی تلوار چھنوائے۔ تو خدارا بتایا جائے۔ کسی نبی کو کیا کرنا چاہئیے کہ اسپر علماء "خونی" ہونے کا الزام نہ لگا سکیں۔ کیا اسے وسیع پیمانہ پر تلوار سازی کا کارخانہ جاری کر دینا چاہئیے۔ اور اپنے ہر ایک پیرو کو تلوار دیکر یہ تلقین کرنی چاہئیے۔ کہ دُنیا کے چاروں کونوں میں پھیل جاؤ۔ اور جس شخص کو اپنا ہم خیال نہ پاؤ۔ اسے تلوار کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دو۔ اس طرح جب ہر طرف خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ اور کافروں کی لاشیں تیرتی ہوئی نظر آئیں۔ تب "جمعیۃ العلماء" اپنے آرگن "الجمعیۃ" میں بالفاظ جلی اور بحروف سُنہری یہ اعلان شائع کریگی۔ کہ جس امن کے شہزادہ کا مدتوں سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ وہ ظاہر ہو گیا۔ اور یہ اسی کی برکت ہے۔ کہ کفار کے خون سے دنیا لالہ زار بن رہی ہے۔ اس سے بڑھکر امن کے شہزادہ کے ظہور کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے"

علماء کی دلی خواہشوں کا مُرقع

یہ کوئی فرضی نقشہ اور وہمی نظارہ نہیں۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ ان علماء کی دلی خواہشوں اور قلبی آرزوؤں کا مرقع ہے۔ جو بڑی حسرت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس لئے ناراضی اور ناخوشی کا اظہار کر رہے ہیں کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی"۔ ان سے جاکر پوچھو۔ کیا ان کا یہ عقیدہ نہیں کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان سے اُتر کر اور امام مہدی زمین سے ظاہر ہو کر مسلمانوں کو یہ حکم دینگے۔ کہ تلواریں پکڑو اور روئے زمین کے تمام کافروں کو اگر وہ مسلمان نہ ہوں۔ قتل کر دو۔ پھر کیا ان کا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ یہ قتل عام اس خوبی اور اس عمدگی سے کیا جائیگا کہ سوائے مسلمانوں کے دنیا میں ایک متنفس بھی کسی غیر مذہب کا باقی نہ رہ جائیگا۔

"جمعیۃ العلماء" تلواریں لیکر نکلے

یہی وہ عقیدہ ہے۔ جو علماء کی جمعیۃ سے باحسرت و افسوس یہ کہلوا رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی"۔ مگر جمعیۃ العلماء کو یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر اسلام کی اشاعت کے لئے تلوار اٹھانے کو ناجائز قرار دیکر تلوار چھنوائی ہے تو انہی مسلمانوں سے جو آپ کو خدا کا سچا رسول اور برگزیدہ رسول یقین کرتے ہیں جمعیۃ العلماء والے تو آپ کے کسی ارشاد کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ پھر وہ کیوں تلوار چھن جانے کا شکوہ کر رہے ہیں وہ مختار ہیں۔ ایک نہیں دو دو تلواریں دونوں ہاتھوں میں لیکر نکلیں۔ اور دل کے ارمان پورے کریں۔ وہ کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھر بیٹھے ہیں۔ اور کس نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ امام مہدی کے ظاہر ہونے اور حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے کا انتظار بالکل بے سُود ہے۔ اگر انہوں نے آنا ہوتا۔ تو کبھی کے آچکے ہوتے۔ کیونکہ نہ صرف وہ ساری علامات پوری ہو چکی ہیں۔ جو ان کے آنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ بلکہ علماء کے نزدیک سب سے بڑی مصیبت یہ آپڑی ہے۔ کہ جس تلوار کے ذریعہ ساری دنیا پر تسلط جمانے کی آرزو وہ رکھتے ہیں۔ اسے خدا تعالیٰ کا سچا مسیح اور مہدی ظاہر ہو کر چھین رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے واقف کر کے یہ سکھا رہا ہے۔ کہ تلوار کے زور سے اسلام کی اشاعت کرنے کا خیال اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ کیا وہ مسیح اور مہدی جن کے انتظار میں جمعیۃ العلماء والے اپنی تلواروں کو میان میں رکھے یا دوسرے لفظوں میں اپنے حجروں میں دفن کئے بیٹھے ہیں۔ اس وقت ظاہر ہونگے۔ جب تمام مسلمانوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھین جائینگی اور علماء کی تلواریں زنگ آلودہ ہو کر بالکل بیکار ہو جائیں گی؟

علماء کی عجیب حالت

ان علماء کی حالت کیا ہی عجیب ہے۔ ایک طرف تو یہ لوگ اپنے جنگجو اور خونخوار پیروؤں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف یہ کہکر اشتعال دلا رہے ہیں کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوا دی" اور دوسری طرف جب ان کا کوئی جوشیلا اور خود فراموش چیلا ان کی تعلیم و تلقین سے متاثر ہو کر کسی کافر کے

قتل کا ارتکاب اس لئے کرتا ہے کہ وہ علماء کے ارشاد پر عمل کرکے سیدھا جنت میں پہنچ جائیگا۔ تو یہ ظالم علماء اس کے متعلق نفرت اور بیزاری کے اعلان شائع کرنے شروع کر دیتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر علماء کا یہ عقیدہ درست ہے۔ کہ حضرت مسیح اور امام مہدی اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے کرینگے اور تمام کافروں کو تلوار کے ذریعہ قتل کر دینگے۔ تو پھر جب انہی کا کوئی ہم عقیدہ شخص کسی غیر مسلم کو قتل کر دیتا ہے۔ تو اس کے فعل کو خلاف اسلام اور ناجائز کیوں قرار دیتے ہیں۔ اور کیوں جمعیۃ العلماء کے صدر نے سوامی شردھانند کے قتل پر یہ اعلان کیا:۔

"یہ ضرور ہے کہ اسلامی عقائد پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے اسلام کی اصطلاح اور تعبیر کے بموجب سوامی جی کافر تھے مگر میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ مسلمان قوم کے تصور میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ کہ کوئی مسلمان سوامی جی کو محض اس بناء پر قتل کر دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔ کہ سوامی جی کافر ہیں۔ اور اس کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ کسی کافر کو قتل کر دینے سے قاتل سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے" (مدینہ ۱۵ر جنوری)

معلوم نہیں۔ جمعیۃ العلماء کے صدر صاحب کونسی "مسلمان قوم" کا ذکر کر رہے ہیں۔ جس کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ کسی کافر کو قتل کر دینے سے قاتل سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے کیا صدر صاحب اور ان کی جمعیۃ کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح اور امام مہدی تلوار کے ذریعہ کافروں کو ہلاک کرینگے۔ اور تمام دنیا پر ایک بھی کافر جیتا نہ چھوڑینگے۔ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو پھر بآسانی انہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ "وہ مسلمان قوم" جو کافر کو قتل کرنا کار ثواب سمجھتی ہے۔ انہی کے ہم عقیدہ لوگوں کی قوم ہے۔ اور اسی قوم کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے ان کے اخبار "الجمعیۃ" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف یہ بات بطور اعتراض پیش کی ہے۔ کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھوں سے تلوار چھنوائی"۔

"الجمعیۃ" کے اعتراض کا مطلب

یہ تو پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں بھی تحفظ خود اختیاری اور جماعتی بقا کے لئے دشمن کے دفاع سے نہیں روکا۔ ایسی صورت میں آپ کے متعلق بطور اعتراض یہ کہنا کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی" اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آپ نے جو یہ تلقین فرمائی ہے۔ کہ کسی شخص کو محض کافر ہونے کی وجہ سے قتل کرنے کے لئے تلوار نہیں اٹھانی چاہیئے۔ اس پر اعتراض کیا جا رہا ہے اور اس امر پر ناپسندیدگی ظاہر کی جا رہی ہے کہ کیوں آپ نے اس عقیدہ کو غلط قرار دیا۔ کہ کسی کافر کو قتل کر دینے سے قاتل سیدھا بہشت میں چلا جاتا ہے۔ ورنہ بتایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر "الجمعیۃ" کا یہ اعتراض کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھوں سے تلوار چھنوائی"۔ اور کیا مطلب رکھتا ہے؟

خونی کون ہے؟

اب اس بات کا فیصلہ حق پسند اور صداقت شعار اصحاب پر چھوڑا جاتا ہے۔ کہ وہ انسان جس نے اسلام کی پاک تعلیم سے اس الزام کو دور کیا۔ جو غلط کار اور غلط اندیش مولویوں نے تلوار کے ذریعہ کافروں کو قتل کرنے کے جائز ہونے کے عقیدہ سے لگا رکھا تھا۔ خونی بنی ہے۔ یا وہ لوگ خونی ہیں جو علماء کہلا کر اسلام کی مقدس تعلیم کی طرف یہ خونی عقیدہ منسوب کرتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت تلوار کے ذریعہ کرنی جائز ہے۔ اور امام مہدی تلوار کے ذریعہ دنیا سے کافروں کا نام و نشان مٹا دینگے۔ اور خون کے دریا چلا دینگے۔ بلاشک و شبہ وہی علماء خونی ہیں۔ جو اسلام کی اشاعت کا ذریعہ اس کی صداقت اور حقانیت نہیں قرار دیتے۔ بلکہ تلوار کی دھار اور خون کا سیلاب سمجھتے ہیں۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے اس غلط اور جھوٹے عقیدہ کو بیخ و بنیاد سے اکھڑتا دیکھ کر چلا رہے ہیں۔ کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی"۔

حضرت مسیح موعود نے کونسی تلوار چھنوائی

ہم اس بات کا تو اعتراف کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوا دی" مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ آپ نے وہ تلوار نہیں چھنوائی۔ جو اسلام نے ہر ایک سچے مومن کے ہاتھ میں دی ہے۔ بلکہ وہ تلوار چھنوائی ہے۔ جو علماء سوء نے ناواقف لوگوں کے ہاتھ میں دیدی تھی اور جس سے اسلام ہی کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا۔ جمعیۃ العلماء والے اگر اس فرسودہ اور زنگ خوردہ تلوار کو نہیں چھوڑنا چاہتے۔ جو اس وقت تک اسلام کو بے حد نقصان پہنچا چکی ہے۔ اور جس کے متعلق انہیں اعتراض ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوائی" ہے تو وہ اسے اٹھائے رکھیں۔ اور اس طرح اپنی طرف سے اسلام کی تخریب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے ہوئے۔ شرمن هجنت ادیم السماء کی تصدیق کرتے رہیں۔ لیکن یاد رکھیں۔ اب ان کی تلوار اسلام کو نقصان پہنچانے کی بجائے خود ان کی حبل الورید پر چلے گی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوت قدسی سے جہاں بے شمار انسانوں کے ہاتھ سے یہ تلوار چھین کر پھینک دی ہے۔ اور ان کے دلوں کو اس غلط عقیدہ سے پاک کر دیا ہے۔ وہاں جو لوگ اس کے نہ چھوڑنے پر مصر ہیں ان کے حلق کی طرف بھی اس کا رخ پھیر دیا ہے اگر جمعیۃ العلماء والوں کو اس بات کا یقین نہ ہو۔ تو اسلام کی اشاعت کے نام سے تلوار اٹھا کر دیکھ لیں۔ سوائے اپنی تباہی و بربادی کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور خونی تو وہ اس وقت تک کہلاتے ہی رہیں گے۔ جب تک کہ تلوار کو پھینک کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے نہ آجائینگے۔

اسلام کے دشمن

کتنے بڑے دشمن اسلام ہیں۔ وہ لوگ جو علماء کہلاتے ہیں۔ اور اسلام کی اشاعت کا ذریعہ تلوار سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسلام پر سب سے بڑا جو اعتراض کیا جاتا۔ اور جس کے ذریعہ اسلام کی خوبیوں اور صداقتوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اسلام اپنی خوبی اور سچائی کی وجہ سے نہیں پھیلا۔ بلکہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اعتراض کو غلط ثابت کرنے کے لئے جہاں اسلام کی خوبیاں دنیا پر ظاہر کیں۔ اسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ثابت کیا۔ اسلام کی فضیلت تازہ نشانات کے ذریعہ تمام ادیان پر نمایاں فرمائی۔ وہاں خود مسلمانوں کے ذہن سے یہ بات بھی دور کرنے کی کوشش کی۔ کہ اسلام کی صداقت کے اظہار اور اشاعت اسلام کے لئے تلوار کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک خود مسلمانوں میں ایسے لوگ پائے جائیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ تلوار کے ذریعہ کافروں کو ڈرا کر مسلمان بنا لینا یا پھر انہیں قتل کر دینا ثواب کا کام ہے۔ اس وقت تک غیر مذاہب کے لوگ اسلام کو تلوار کا محتاج قرار دینے سے باز نہیں آسکتے۔ اور اسلام کی صداقت پر اس طرح پردہ ڈال سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے اس غلط عقیدہ کی اصلاح ضروری سمجھی۔ جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔ کہ خونی علماء کو اپنی امیدیں کو مٹتے دیکھ کر اعتراف کرنا پڑا۔ کہ آپ نے "مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھنوا دی"۔

یہ اسلام کی اتنی بڑی خدمت ہے۔ کہ ہر انسان جو اسلام سے کچھ بھی انس رکھتا ہے۔ سر ادب تعظیم کے ساتھ آپ کے سامنے جھک جانا چاہیئے۔ لیکن مسلمانوں میں سے وہ مخلوق جو علماء کہلاتی ہے۔ ایسی ہے۔ جو اس بات پر ادبیٹ رہی ہے۔ کہ آپ نے اس غلط عقیدہ کی کیوں اصلاح فرمائی۔ اور کیوں مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ تلوار چھین لی۔ جو اسلام کا خون بہا رہی تھی۔ جن لوگوں کی خون آشامی اس حد تک بڑھ چکی ہو۔ کہ انہیں خون بہانے والی تلوار چاہیئے۔ خواہ وہ تلوار اسلام ہی کا خون بہائے۔ ان سے بڑھ کر خونی اور سفاک اور کون ہو سکتا ہے۔

اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے

اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھ کر کسی دوسرے مذہب کے انسان کو قتل کرتا ہے۔ کہ یہ فعل اس کی نجات کا باعث ہوگا۔ تو وہ سخت غلطی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور اس غلطی میں ان لوگوں کو بھی شریک سمجھا جا سکتا ہے۔ جن سے اس نے یہ عقیدہ سیکھا۔ لیکن اس قسم کے کسی واقعہ کا ذمہ دار اسلام کو قرار دینا اور اسے اسلامی تعلیم کا نتیجہ بتانا نہایت ہی بے ہودہ بات ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آریہ صاحبان شردہانند جی کے قتل کا مجرم ایک مسلمان کو قرار دیکر تعلیم اسلام پر بلاوجہ اور بلا سبب اعتراض کر رہے ہیں اور یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے غیر مذاہب کے انسانوں کو قتل کرنا نہ صرف جائز رکھا ہے۔ بلکہ اس کا حکم دیا ہے یہ الزام اس قدر لغو اور اتنا بے ہودہ ہے۔ کہ گاندھی جی کا مسلم انسان بھی اس کی تردید کر رہا ہے۔ چنانچہ ان کا ایک مضمون جو ۲۳ر جنوری ۱۹۲۷ء کے اخبار "تیج" میں شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"میں مولویوں اور ان لوگوں کو اس قتل کا ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے سوامی جی کے خلاف نفرت پھیلائی۔ لیکن میں اسلام کو بدھ۔ ہندو اور مسیحی دھرم کے مانند ہی امن و آشتی کا مذہب سمجھتا ہوں"

اگر آریوں کے دل میں گاندھی جی کی کچھ بھی قدر ہے تو انہیں ان کی اس رائے کی ضرور قدر کرنی چاہیئے۔ اور اسلام پر ایک غلط الزام لگا کر اپنے بے جا تعصب کے علاوہ اپنی جہالت کا بھی ثبوت نہیں دینا چاہیئے۔

ویدک دھرم میں تشدد کی تعلیم

وہ آریہ صاحبان جو قرآن کریم کی بعض آیات کے غلط معنی کرکے غیر مسلموں پر تشدد کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے گاندھی جی اپنے اسی مضمون میں فرماتے ہیں:۔

"مجھے وہ آیتیں معلوم ہیں۔ جو قرآن میں اس کے خلاف بتائی جا سکتی ہیں۔ لیکن ویدوں سے بھی ایسے ہی اشلوک نکال کر بتلائے جا سکتے ہیں۔ اناریوں کے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ مانا کہ آج اس کے معنی کچھ اور لئے جاتے ہیں۔ لیکن ایک زمانہ تھا۔ جب ان اشلوکوں کا پہلو بہت خطرناک تھا۔ ہم ہندو اچھوتوں سے جو برتاؤ کرتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے"

گاندھی جی اگر قرآن کریم کی ان آیات کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جن کا انہوں نے ان سطور میں ذکر کیا ہے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وہ علم عربی سے محض ناواقف ہیں۔ لیکن ویدوں کے متعلق انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اسے غلط نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ وید ان کے اپنے مذہب کی مقدس کتب ہیں۔ وہ ویدوں کی زبان جانتے ہیں۔ اور جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا ہے۔ اسی وقت سے ویدوں کا مطالعہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے وہ عمل پیش کیا ہے۔ جو ان اشلوکوں پر ویدوں کے ماننے والوں کا رہا ہے۔ اور اب تک اچھوتوں کے متعلق جاری ہے پس اگر کسی مذہب پر تشدد کی تعلیم دینے کا الزام لگ سکتا ہے۔ تو وہ ہندو دھرم ہے۔ نہ کہ اسلام۔

شردہانند جی کی یادگار اور سناتنی ہندو

شردہانند جی کی یادگار قائم کرنے کے لئے آریوں اور سناتنی ہندوؤں سے دس لاکھ روپیہ فراہم کرنے کی جو اپیل کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سناتن دھرمیوں کے پرانے زخم ہرے کر دیئے ہیں۔ اور آج تک جو صدمے انہوں نے آریہ صاحبان سے اٹھائے ہیں۔ وہ ایک ایک کرکے ان کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام سناتنی اخبارات بڑے زور سے یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ کسی سناتنی ہندو کو اس فنڈ میں کچھ نہیں دینا چاہیئے۔ چنانچہ اخبار سدرشن لاہور لکھتا ہے:۔

"سناتن دھرمیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اپیل میں کچھ نہ دیں کیونکہ یہ روپیہ آریہ سماج کے اس فنڈ کو مضبوط کرے گا۔ جس سے ہمارے دیو مندروں کی بنیادیں متزلزل کی جائینگی اگر اس اپیل کے روپیہ سے مورتی پوجا اور مندروں پر حملے ہونگے۔ تو سناتن دھرمی سوامی شردہانند کی حقیقی یادگار قائم نہ کریں گے"

اسی طرح اخبار جاگرت لائلپور لکھتا ہے:۔

"یاد رہے۔ کہ آریہ سماج کو ایک پیسہ دینا اپنے دھرم پر کلہاڑا چلانا ہے۔ آپ کے دیئے ہوئے پیسوں نے متھرا کے مندروں میں بھگوان کے کٹ پر ہاکیاں چلوائیں۔ جام پور میں مورتیاں گروائیں۔ امرتسر میں ہتنے سناتن دھرمیوں پر ڈنڈے چلوائیں۔ کیا کچھ ادھر باقی ہے۔ ہوش کرو اور سوامی تلسی داس کے اس دوہے پر غور کرو

ہری ہر نندا سنے جو کانا
ہوئے پاپ گئو گھات سمانا

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں بھگوان رام کرشن اور پورانوں کے خلاف کوئی لفظ سنائی نہ دے۔ تو اپنے پیسے کو غیر کے ہاتھ نہ دیں"

سناتنی اخبارات کی اس قسم کی تحریروں سے اخبار گورو گھنٹال کو اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ وہ حسب ذیل نوحہ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے:۔

"آج سوامی شردہانند جی کی شہادت کو جس طرح بے عزت کیا جا رہا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ جس طرح ان کی مقدس لاش کو بے حرمت اور ان کے جنازے کو ذلیل کیا جا رہا ہے یا ان کی راکھ اور ہڈیوں کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اسے دیکھ کر گورو گھنٹال بھی خاموش نہیں رہ سکتا"

(گورو گھنٹال ۱۳ر جنوری ۱۹۲۷ء)

گورو گھنٹال خاموش رہے یا نہ رہے۔ لیکن سناتنی اصحاب کی جیبوں سے شردہانند جی کی یادگار کے لئے اس قدر کچھ وصول ہونا مشکل ہے۔ جب تک کہ آریہ سماج کا سلوک انہیں یاد رہے گا۔

اسلام کے نادان دوست

معاصر "سچ" لکھنؤ (۱۰ر جنوری) شردہانند جی کے قاتل کا بعنوان "اسلام کا ایک نادان دوست" ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"قاتل نہ صرف مسلمان تھا۔ بلکہ جہاں تک حالات معلوم ہوتے ہیں۔ ایک پختہ۔ مخلص۔ اور جوشیلا مسلمان تھا۔ اسکی نیت یقیناً حصول ثواب کی رہی ہوگی۔ لیکن محض اسلام کی صحیح تعلیمات سے ناواقف و اجنبی ہونے کے باعث قانون وقت و قانون انسانیت ہی کے خلاف نہیں بلکہ خود قانون اسلام کے خلاف ایک ایسا سنگین جرم کر بیٹھا۔ جس کی تلافی کسی انسان کے بس میں نہیں۔ اس غریب نے اسی قتل کے ذریعہ سے اپنے نزدیک اپنے شوق جہاد کو پورا کرنا چاہا تھا۔ لیکن کاش اس نے اس کی تحقیق کے لئے بھی کچھ وقت نکال لیا ہوتا۔ کہ جہاد کے کیا شرائط ہیں۔ جہاد کن موقعوں پر ہو سکتا ہے۔ اور بغیر ان شرائط کی پروا کئے جہاد میں کود پڑنا خود مصالح اسلام کے حق میں کس قدر مضر ہے"

لیکن "سچ" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ جب علماء خود یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ محض اختلاف عقائد کی بناء پر قتل کر دینا کار ثواب ہے۔ تو اگر بیچارہ قاتل تحقیق کے لئے کچھ وقت نکالتا۔ تو بھی اسے اسی نتیجہ پر پہنچایا جاتا۔ جو اس سے ردنما ہوا۔

اب یہی دیکھ لیجئے۔ علماء کی جمیعۃ کے اخبار ۲۹ جنوری کی میں ایک مولانا کی تقریر شائع ہوئی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔ "عبدالرشید کا فعل غلط ہے۔ مگر نیت صحیح ہے"

جب اسلام نے جزا و سزا کا مدار نیت پر رکھا ہے۔ اور قاتل کی نیت کو صحیح قرار دیا جا رہا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قاتل نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار یہ مولوی لوگ ہیں۔ جو اب بھی کہہ رہے ہیں:۔

"تمام ہندو اخبارات نے اشتعال انگیز تحریریں اور تقریریں

شائع کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ اشتعال انگیزیاں جاری رہیں۔ تو ایسے کچھ اور واقعات کا رُونما ہونا تعجب انگیز نہیں۔ وہ مسلمان جس کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کا عشق ہوگا۔ اور جو ان کی عزت پر اپنا تن من دھن قربان کرنے پر آمادہ ہوگا۔ اس قسم کے توہین آمیز الفاظ کس طرح برداشت کر سکے گا۔ خواہ آپ اس پر ملامت کے ووٹ پاس کریں یا لعنت کریں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی"

(الجمعیۃ ۲۶ر جنوری)

کیا ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ علماء کے نزدیک شردھانند جی کے قاتل نے "قانون اسلام کے خلاف" فعل کیا۔ اگر علماء اسے خلاف اسلام سمجھتے۔ تو کبھی ایسے فعل کے متعلق اس قسم کی تحریروں اور تقریروں سے آئندہ کیلئے حوصلہ افزائی نہ کرتے۔ اور کسی ایسے شخص کو پیغمبر اسلام کا عاشق نہ قرار دیتے۔ دراصل یہی لوگ ہیں جو اسلام کے نادان دوست ہیں۔ اور اپنے غلط خیالات سے بیچارے عوام کو گمراہ کر کے مصیبت میں پھنسانے کے علاوہ اسلام کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی جائے۔ اور ان کے اس قسم کے عقیدہ سے اسلام کی بریت ظاہر کی جائے۔ کیا "معاصر پیج" اس کے لئے کچھ کرنے پر آمادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

رسول کریمؐ کی ایک سنت پر عمل کرنے کی تاکید

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ر جنوری ۱۹۲۷ء

چونکہ آج ایک کام کی وجہ سے دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نہایت اختصار کے ساتھ خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

دنیا میں ایک عقیدہ اور خیال ہوتا ہے۔ اور ایک عمل اور طریق۔ عقائد اندرونی قوتوں پر قبضہ کر کے اور عمل ذاتی جد و جہد کے ساتھ انسان کے اندر ایسی قوتیں جمع کر دیتا ہے جن کے ساتھ وہ خوبیوں کے پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن ان عقائد اور اعمال کے درمیان ایک اور چیز بھی ہے۔ جس کو عبادات اور اذکار کہتے ہیں۔ اذکار نصف عمل اور نصف عقیدہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اگر انسانی اعمال کی حقیقت پر غور کیا جائے۔ تو عبادات و اذکار عمل نظر نہیں آتے۔ بلکہ عقیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں اگر یہ لحاظ رکھا جائے کہ عبادات میں بعض حرکات بھی کرنی پڑتی ہیں۔ تو اس لحاظ سے وہ اعمال نظر آتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بہت سے لوگ عبادات و ذکر کی اصل حقیقت سے ناواقفیت کی وجہ سے نماز پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس میں حرکات سے کیا فائدہ اور نتیجہ ہے۔ اگر دل میں خدا سے محبت ہے۔ تو اسے ان حرکات کے ساتھ ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ اس کی بجائے کوئی ایسی بات کی جائے۔ جس سے انسان کو فائدہ پہنچے۔ ایسے لوگوں نے یہ سمجھا نہیں۔ کہ عبادات ایک درمیانی ذریعہ ہے۔ جن کے بغیر نہ عقائد درست رہ سکتے ہیں نہ اعمال۔ اعمال اور عقائد دونوں کو ملانے کیلئے ایک ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو آدھی روحانی ہو اور آدھی جسمانی ـ اور وہ ذکر اور عبادت ہے۔

ان اذکار میں سے ایک وہ ذکر ہے۔ جو سوتے وقت کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سوتے وقت آیۃ الکرسی سورہ اخلاص سورہ فلق اور سورہ ناس جو قرآن کریم کی آخری سورتیں ہیں تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے۔ اور پھر ہاتھ اپنے جسم پر پھیرا کرتے تھے۔ آپ ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھوں کو جسم پر اس طرح پھیرنے کہ سر سے شروع کرتے۔ اور جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتے وہاں تک پھیرتے۔ یہ آنحضرتؐ کی سنت ہے۔ جس کام کو آپ نے دینی کام سمجھ کر باقاعدہ اور ہمیشہ جاری رکھا۔ اسے سنت کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ذکر بھی آپ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے اس سنت کی پابندی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

بعض نادان صرف اس نیکی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جس کے بغیر انسان سیدھا جہنم میں چلا جائے۔ حالانکہ انسان کی طرف تو کسی عیب کا منسوب ہونا بھی بڑی بات ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک بڑے آدمی نے حضرت خلیفہ اولؓ کے سامنے کہا۔ اگر ہم جہنم میں بھی گئے۔ تو آخر جنت میں ہی چلے جائینگے۔ پھر کیوں نہ دنیا میں عیش و عشرت کریں۔ ہم یہاں بھی عیش و عشرت کرتے ہیں۔ اور وہاں بھی کرینگے۔ کیونکہ آخرکار جنت میں چلے جائیں گے اور دونوں جہان میں مزے اڑائیں گے۔ حضرت خلیفہ اول اسے فرمانے لگے۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ناراض تو نہ ہونگے۔ اس نے کہا ناراضگی کی کیا بات ہے۔ آپ فرمائیں۔ آپ نے کہا۔ یہ دس روپے آپ لے لیں۔ یہ بازار ہے۔ میں یہاں آپ کو دو جوتیاں لگانا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر اس کا چہرہ غضب سے سرخ ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں آگے ہی جانتا ہوں۔ مولوی بڑے بدتہذیب ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آپ یہاں چند آدمیوں کے سامنے تو روپیہ لے کر جوتے کا نام بھی نہیں سن سکتے۔ پھر وہاں جہاں ہزاروں لاکھوں اگلے پچھلے لوگ جمع ہونگے آپ اپنی ذلت کیسے برداشت کریں گے غرض یہ بڑی گندی فطرت کی علامت ہے۔ کہ انسان صرف اسی عمل سے بچے جو سیدھا اسے جہنم میں لے جائے۔ اور اس کام کو ضروری سمجھے۔ جس کے بغیر وہ جنت میں نہیں جائیگا۔ اس کے سوا کوئی نیکی کا کام نہ کرے۔

پس اس ذکر کو بھی یہ خیال کر کے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کہ یہ ایسا ضروری نہیں۔ جس کے نہ کرنے سے جہنم میں چلے جائینگے اور نہ یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ صرف یہی ذکر جنت میں جانے کے لئے کافی ہے۔ اور اس کے ساتھ اور اعمال کی ضرورت نہیں جب نبی کریمؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا انسان اپنی ترقیات کے لئے ان اذکار کا محتاج تھا۔ تو تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ ہمیں ایسے اذکار کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت تھی۔ کہ آپ ہمیشہ سوتے وقت آیت الکرسی اور تینوں قل تین دفعہ پڑھتے اور پھر ہاتھوں پر پھونک کر جسم پر ہاتھ پھیرتے یہ ذکر اپنے اندر بہت بڑے فوائد رکھتا ہے۔ اور جو لوگ اس کے کرنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان آیات اور سورتوں کے اندر ایسے مضامین اور دعائیں ہیں۔ جو اور کسی مذہب میں نہیں۔ ان کو مسنون طریق پر پڑھنے والا وساوس اور بیماریوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

میں جماعت کو روحانی حالت کی طرف متوجہ کرنے کیلئے اس نکتہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ پہلے بھی کئی دفعہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے۔ جب میری

(بقیہ دیکھو کالم ۱ صفحہ ہذا)

(بقیہ کالم ۳ صفحہ ہذا)

بیوی فوت ہو گئی۔ تو میرا بچہ خلیل احمد نہایت کمزور تھا۔ ہر روز ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ اس کا آخری دن ہے۔ اس وقت میں روزانہ یہ سورتیں پڑھ کر اس پر پھونکتا۔ اور اگر کسی دن کسی وجہ سے نہ پھونکتا۔ تو بیمار ہو جاتا۔ اب وہ اپنی نانی کے پاس رہتا ہے۔ جب ناغہ ہوتا ہے۔ وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو اس کی نانی میرے پاس لے آتی ہیں۔ کہ میں یہ دعائیں پڑھ کر اس پر دم کروں۔ غرض اس ذکر میں بہت سے فوائد ہیں۔ ان سورتوں کو پڑھتے وقت خدا سے التجا کرو۔ کہ وہ برکتیں جو ان میں رکھی گئی ہیں تم پر نازل کرے یہ سورتیں جادو یا ٹونہ نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں جادو ٹونے نہیں۔ یہ دعائیں ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسنون دعائیں ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس سنت کو اختیار کرے۔ یعنی روزانہ سوتے وقت یہ دعائیں پڑھ کر سوئے ایک تو اس سے ذکر الٰہی کی عادت پڑ جائے گی۔ دوسرے خیالات کے اندر نیکی کی رَو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح نیند میں بھی انسان کی نیکیاں شمار ہونگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی

جو دو دفعہ پوری ہوئی

"محمد بن علی گفتہ چوں پیدا شود آواز در ماہ رمضان شب جمعہ بشنوید آں را و اطاعت کنید کہ آں آواز جبرئیل است ندا می کند بنام مہدی و نام پدر وے - و در آخر روز آواز کند ابلیس کہ فلانے مظلوم کشتہ شد - و ایں ندا برائے ایقاع مردم در شک باشد - پس بسیار کس دراں روز بحیرت و شک افتند - ہیچ شما شک نکنید - کہ صوت اول جبرئیل است و صوت ثانی صوت ابلیس" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۷)

جبرئیل علیہ السلام کی آواز جس کا اس روایت میں ذکر ہے - ۱۷ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ کو پیدا ہوئی - چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"آج جو ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں - اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں - اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا - میں نے نظر اٹھا کر دیکھا - تو مجھے معلوم ہوا - کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے - گویا انسان نہیں - ملائک شداد غلاظ میں سے ہے - اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی - اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا - کہ اس نے مجھ سے پوچھا - کہ لیکھرام کہاں ہے - اور ایک اور شخص کا نام لیا - کہ وہ کہاں ہے - تب میں نے اس وقت سمجھا - کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے - مگر مجھے معلوم نہیں رہا - کہ وہ دوسرا شخص کون ہے - ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے - کہ وہ دوسرا شخص انہی چند آدمیوں میں سے تھا - جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا - فالحمد للہ علیٰ ذالک" (برکات الدعا)

اس اور شخص کی نسبت لکھتے ہیں :-

"لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا ہم رنگ یا اس کا برادر ہے"

روایت مندرجہ بالا میں گو بظاہر ایک شخص کے مقتول ہونے کی پیشگوئی ہے - مگر حضرت اقدس کو بتایا گیا کہ دو شخص قتل کئے جائینگے - دوسرا چونکہ پہلے کا بروز تھا - اس لئے روایت میں ایک کا ذکر کیا گیا - یہ پیشگوئی ایک دفعہ تو سنہ ۱۸۹۷ء میں پنڈت لیکھرام کے مارے جانے سے پوری ہو چکی - اب دوسری دفعہ اس دوسرے شخص یعنی شردھانند جی کے قتل سے اس نے دنیا کو اپنی صداقت کا جلوہ دکھایا - پیارے دوستو! ایک طرف ذرا پیشگوئی کے ان الفاظ کو پڑھو - کہ دن کے آخر حصہ میں ایک آواز آئیگی کہ فلاں شخص مارا گیا - اور دوسری طرف شردھانند جی کے قتل پر نظر ڈالو - جو دن کے آخر یعنی ۴ بجے دہلی میں واقع ہوا - اب بتاؤ - جب مہدی معہود نے قبل از یں ۱۴ رمضان میں جبرئیل سے خبر پا کر ان دو شخصوں کے مارے جانے کا حال دنیا کو کھول کر سنا دیا - جس کے واقعات بھی مصدق ہیں - تو پھر جبرئیل کی آواز کی پیروی نہ کرنا اور شیطانی شکوک و شبہات میں پڑ کر یہ کہنا کہ آریہ قوم کے یہ دو ماتم حضرت مہدی اور آپ کے روحانی باپ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سچائی کا نشان نہیں - کس قدر انصاف سے بعید ہے - یہ جو حضور نے دیکھا - کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں - اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں - اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا - کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ ایسے موقعہ پر پورا ہوگا - کہ آپ اس وقت کسی کھلی جگہ میں اپنے دوستوں کے سامنے اس کا تذکرہ فرمائینگے - چنانچہ جلسہ سالانہ قادیان کے دنوں میں آپ کے جانشین خلیفہ نے وسیع میدان میں اس ہیبت ناک قتل کا واقعہ بیان فرمایا - وسیع میدان میں مہیب شکل کے نظر آنے کا یہی مطلب تھا -

اس جگہ روایت ذیل کا درج کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں - لکھا ہے - کہ سفیانی نام ایک شخص مہدی معہود پر حملہ کریگا - جس کا لشکر زمین میں دھنس جائیگا - اس کے ننھیال قبیلہ کلب سے ہونگے - اخوالہ کلب (دیکھو ابو داؤد) بر روئے او آثار جدری باشد یعنی داغہائے چیچک ... خروج وے از ناحیہ شہر دمشق باشد" (آثار القیامہ) میں اپنے احباب سے پوچھتا ہوں - کہ مہدی تو آیا - اور اپنا کام کر کے چلا بھی گیا - یہ سفیانی - کلب کون ہیں - ... واقعات سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اول تو سفیانی سے ایک خاص شخص دوم اس کا ہم خیال گروہ مراد ہے - اور کلب کے لفظ میں دشمن اسلام کے ایک ایسے زمرہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے - جس نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک و توہین کی ہو - اس تشریح کے پڑھنے کے بعد اس مولوی کو اپنے ذہن میں لائیے - جو مہدی معہود کے برخلاف فتویٰ تکفیر کا بانی مبانی تھا - اور جس کے چہرے پر چیچک کے داغ بھی تھے - اور جس کا خروج از ناحیہ دمشق یعنے قادیان کے قریب ہی ایک شہر سے ہوا - اور جو رشتہ کے لحاظ سے کسی وقت ایک ایسی قوم کے ساتھ تعلق رکھتا تھا - جس کے بعض افراد نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی اور بے باکی سے کام لیا - اخوال کا لفظ بتاتا ہے کہ اس کے باپ دادوں سے نہیں بلکہ ماموں پرتہ تیوں سے کوئی بنی کلب سے نکل کر اسلام میں داخل ہوا ہو - امید کہ احمدی دوست سمجھ گئے ہونگے - اس شخص کے ذکر کے بعد اب ان مکفرین و مکذبین مولویوں کی حالت پر نظر ڈالیے - کیا مجال کہ ان کی مساجد میں کوئی احمدی نماز پڑھ سکے - جیسا کہ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت کے قریب میرے منبر پر کلاب اور ذیاب آکر بیٹھیں گے - ایک مومن کو مارے خوف کے مسجد میں داخل ہونا مشکل ہوگا (لا تقوم الساعۃ حتیٰ تغلب علیٰ مسجدی ھذا الکلاب والذیاب والضباع فیمر الرجل بباب فیرید ان یصلی فیہ فما یقدر علیہ (حجج الکرامہ) کل کی بات ہے - کہ ہمارے غیر احمدی بھائی بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے مصائب زمانہ سے نجات پاتے - بنی کلب سے وداد اور اتحاد قائم کرتے ہیں - کہ جامع مسجد دہلی کے منبر پر "شردھانند قبل منشی رام" کو بٹھاتے ہیں ....

چونکہ حدیث شریف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں آیا ہے :- "ولا یحل لکافر یجد ریح نفسہ الا مات" (ابن ماجہ) اس لئے "سوامی شردھانند جو منشی رام کے نام سے پہلے مشہور تھے - ان کی موت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے - آج ہر جگہ "شردھانند جی یا لالہ منشی رام" کے قتل کا تذکرہ ہو رہا ہے - کہ "سوامی شردھانند جی جو سابق لالہ منشی رام جالندھری دہلی میں مارے گئے" ۱۹۲۶

غیر احمدیوں نے غلطی سے سواران من ذہب سے اپنے دین و دنیا کے دو بازوؤں کو زینت دینی چاہی - جو قطعی قطار اس کے مطابق وہ حضرت مسیح موعود کی پھونک سے اڑ گئے سواران من ذہب کی شرح میں لکھا ہے :- "دو جھوٹے ظاہر ہوں اور ان لوگوں (یعنی مسلمانوں کو) ورغلایا" "و بے مجہلے نامسرشد در معارضہ قرآن مجید اختراع نمودہ کہ مضحکہ عقلائے عالم باشد" (آثار القیامہ) کلیات صفحہ ۳۲۹ میں مجہلے نامسرشد کو ملاحظہ فرمائیے نیز لکھا ہے :- "آنحضرت از وقت کشتہ شدن اسود وحی الٰہی خبر داد ... فیروز ... او را کشت و در وقت جان دادن آواز سے مثل آواز گاو" حضرت اقدس کے الہام "عجل جسد لہ خوار" کو پڑھکر - آنحضرت کے بعثت اول و دوم میں جو مماثلت و مشابہت پائی جاتی ہے - آپ اس کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں -

کرم داد از دولمیال -

سلطان ابن سعود کے ایک معتمد سے گفتگو

اب جبکہ امیر فیصل لنڈن سے واپس مکہ تشریف لے آئے ہیں۔ ہمارے ایک قائم مقام نے سلطان ابن سعود کے ایک خاص معتمد کے ساتھ ملاقات کرکے یہ معلوم کرنا چاہا۔ کہ امیر فیصل کے افتتاح مسجد لنڈن کی تقریب میں شامل نہ ہونے کی اصل وجہ کیا ہوئی۔ اس بارے میں جو حالات انہیں معلوم ہوئے۔ وہ انہوں نے اپنے خط میں تحریر فرمائے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

امیر موصوف مکہ آ گئے ہیں۔ میں نے مسجد لنڈن کے بارہ میں مکہ کچھ کو دریافت کیا۔ مگر وہاں کے لوگ اس سے زیادہ نہیں جانتے کہ اخبار سے انہیں معلوم ہوا۔ امیر فیصل جامع الاحمدیہ کا افتتاح کرینگے۔ اور پھر وہ رک گئے۔ مکہ والوں میں چونکہ جرأت نہیں۔ اس لئے کسی امر میں صراحت سے خیال ظاہر نہیں کر سکتے۔

میں نے شیخ ...... سے ملاقات کرکے ان کا خیال اس بارہ میں معلوم کیا۔ کیونکہ شیخ موصوف ایک معزز شخصیت اور بڑی حیثیت کے آدمی نجدی حکومت میں ہیں۔ اور غیر متعصب آدمی ہیں۔ اس لئے ان کی رائے نجدی سلطنت کی رائے کہلائی جاسکتی ہے۔ ان کے ساتھ جو گفتگو ہوئی۔ وہ مختصراً درج ذیل ہے :-

میں :- وفات اور حیات مسیح کے بارہ میں جلالۃ الملک کی کیا رائے ہے۔

شیخ :- جلالۃ الملک کا وہی عقیدہ ہے جو اجماع اُمّت اور سلف صالح کا تھا۔ یعنی حیات المسیح ؛

میں :- کیا دلائل اس کی تردید انہیں معلوم ہو جائے۔ تو وہ اس کے لئے تشریح صدر کر سکتے ہیں۔

شیخ :- مجھے مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے عقائد معلوم ہیں۔ میرے پاس ان کی حمامۃ البشریٰ اور چند ایک اور کتابیں بھی ہیں۔ یہ تو دعویٰ ہی ہے۔ دلائل کوئی نہیں۔ اور جلالۃ الملک جن عقائد پر قائم ہیں۔ وہ کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ سے ثابت ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز وفات مسیح کے قائل نہیں ہو سکتے ؛

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کے متعلق سلسلہ گفتگو کچھ دیر تک چلا۔ اور میں نے انہیں بتلایا کہ آپ تمام تفاصیل سے واقف نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا۔ آپ ایک خاص چٹھی لکھ کر پیش کریں۔ پھر کہا۔ میں متعصب نہیں۔ لیکن نجدی لوگ اس قسم کے ہیں کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ آپ قادیانی ہیں تو مصافحہ تک نہ کریں۔ لیکن نجدی اُمراء بہت وسعت حوصلہ رکھتے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے خیالات کو جانتے ہوئے وہ آپ سے بغیر ملال کے ملیں گے ؛

میں :- آپ کو تو اصل وجہ معلوم ہوگی۔ کہ امیر فیصل افتتاح جامع الاحمدیہ میں کیوں شامل نہ ہوئے ؛

شیخ :- ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لئے کہ یہ معبد للادیان الثلاثہ تھا۔

میں :- یہ بالکل غلط ہے۔ اس خبر کو ایک انگریزی اخبار سے الاهرام نے درج دیا۔ جس کا غلط ہونا بہت جلد معلوم ہو گیا۔

شیخ :- جرائد خارجیہ کا سب کا یہی خیال ہے کہ یہ مسجد مسلمانوں کے لئے خاص نہ تھی۔ میں آپ کو کہتا ہوں۔ اگر شیعوں کی مسجد ہوتی۔ اور انکی کسی تقریب پر امیر بلائے جاتے۔ اور اس میں انہیں نماز پڑھنے کے لئے کہا جاتا۔ تو وہ گریز نہ کرتے۔ پس جامع الاحمدیہ میں عدم اشتراک کا یہی سبب ہے۔ کہ وہ معبد للادیان الثلاثہ تھی

میں :- کیا امیر فیصل کی بھی یہی تحقیق ہے۔ جو انہوں نے لنڈن میں کی ؛

شیخ :- ہاں! یہی ان کی تحقیق کا بھی نتیجہ ہے ؛

میں :- اذن ما توفرت لدی امیر وسائل التحقیق او ھو یتجاھل الحقیقۃ۔

شیخ :- ھذا رأیہ۔ یا اس قسم کا کوئی لفظ انہوں نے کہا مسجد کے بارہ میں جو گفتگو انہوں نے میرے ساتھ کی وہ بلهجۃ التاکید تھی۔ اس لئے میری سمجھ قاصر میں یہی آتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو اس تقریب کے کھو دینے پر سخت ندامت ہے ؛

ڈیرہ دون میں آریہ سماج سے مُباحثہ

آریہ سماج ڈیرہ دون نے اپنی کانفرنس میں آدھ گھنٹہ "محاسن اسلام" پر مضمون تحریری پڑھنے کے لئے جماعت احمدیہ ڈیرہ دون کو دعوت دی تھی۔ خاکسار نے اسی دعوتی رقعہ کو ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی خدمت میں بھیج دیا۔ جس پر انہوں نے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل کو بھیج دیا۔ مولوی صاحب ۲۸ر جنوری ۱۹۲۷ء کی صبح کو یہاں تشریف لائے۔ اور بموجب شرائط مضمون تیار کیا۔ اور ۲۹ر کو ڈھائی بجے دن کے آریہ سماج کے پنڈال میں کئی ہزار لوگوں کے مجمع میں پڑھکر سُنایا ؛

آپ نے اپنے مضمون میں مندرجہ ذیل دو ایسی خوبیوں کو بوضاحت بیان فرمایا۔ جن کے ماتحت اور کئی خوبیاں بھی بیان کیں۔ مثلاً (۱) دین اسلام کی بنیادی کتاب زندہ و کامل محفوظ کتاب ہے۔ بلحاظ حفاظت لفظی اور حفاظت معنوی بذریعہ مجددین اُمّت کے۔ اور بلحاظ اپنی زبان کے زندہ اور رائج الوقت ہونے کے۔ اور بلحاظ واقعات عالم کے جن کو بطور پیشگوئی خدا تعالیٰ نے اس میں بیان فرمایا ہے۔ اور اس لئے کہ دعویٰ بھی خود کرتی ہے۔ اور دلیل بھی خود دیتی ہے۔ اور فطرتی قویٰ اور استعداد کے مطابق تعلیم دیتی ہے۔

(۲) مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کا بانی کامل اور زندہ نبی ہے۔ جس کی زندگی ہر رنگ میں ہر شعبۂ زندگی میں ہر قوت قدسیہ میں اسوہ حسنہ ہے۔ بلحاظ جسمانی زندگی کے یعنی عظیم الشان Toleration (رواداری) کی تعلیم دیتے اور اس پر عمل کرکے ہر قسم کے مذہبی تنازعات کو جڑھ سے اکھیڑ دینے والے اصولوں سے۔ اور اس وجہ سے کہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ زندگی میں آپ عملی نمونہ ہیں۔ آپ کی سوانح عمری محفوظ ہے۔ تاجر بادشاہ۔ نوکر۔ امیر۔ غریب۔ شادی شدہ وغیرہ ہر قسم کے لوگوں کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کامل نمونہ موجود ہے۔ اور رُوحانی زندگی کے لحاظ سے کہ آپ کی قوت قدسیہ ایسی زبردست ہے۔ کہ آپ اپنے متبعین کا تعلق خدا تعالیٰ سے ایسا مضبوط کر دیتے ہیں۔ کہ متبعین بھی خدا کے مکالمہ مخاطبہ اور بشارات سے مشرف ہوتے ہیں۔ بالآخر آپ نے نہایت عمدگی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کرکے ظاہر کیا کہ یہ سب کچھ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حاصل کیا۔

بفضلہ تعالیٰ عام مسلمانوں اور ہندوؤں پر بھی آپ کی تقریر کا بہت گہرا اثر ہوا۔ شہر کے بعض غیر احمدی معززین (بالخصوص مصطفےٰ حسین صاحب انصاری جو کہ اس سال سالانہ جلسہ پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور جو آجکل تلاش حق میں معروف ہیں) نے محلہ دھامانوالہ میں تقریر کرنے کی استدعا کی۔ جس پر رات کو ۸½ بجے سے گیارہ بجے تک سورہ والعصر کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو اخلاقی اور عملی حالت کی اصلاح کرنے کی اپیل کی۔ اور بتایا کہ جب تک تمام مسلمان کامل الایمان ہو کر اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ اپنے اندر پیدا نہ کریں۔ اور حقیقی اتحاد و تنظیم نہ کریں اس وقت تک ان کی زندگی معرض خطر میں ہے۔ اور اپنے آپکو دینی طور پر مضبوط کرو۔ اور ہمسایوں سے بہتر سلوک کرو۔ یہ مجمع قریباً تین چار سو کا تھا۔ آخر میں دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

۳۰ر جنوری کو آریہ سماج نے کانفرنس مذاہب کے معاً بعد پنڈت منشی رام بھکشو جی کو اسی سٹیج پر کھڑا کر دیا جنہوں نے دوسرے مذاہب کے آئے ہوئے مہمانوں کے جو کہ خود انکے ہی بلائے ہوئے تھے۔ مذہبی عقائد کی قطعاً پروا نہ کرتے ہوئے حسب عادت دل کھولکر نہایت گندے اور غیر مہذب اعتراضات شروع کر دیئے۔ مولوی صاحب نے سکرٹری آریہ سماج سے اسی وقت دریافت کیا کہ ہم کو ان کا جواب دینے کی اجازت ہوگی؟ سکرٹری صاحب نے کہا کہ نہیں۔ کیونکہ کانفرنس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اس پر مولوی صاحب مع اپنے ساتھیوں کے وہاں سے چلے گئے ؛

۲۰ر کی صبح کو چند غیر متعصب ہندو دوست ہمارے پاس آئے اور انہوں نے سند جر بالا دیکھ کو قابل اعتراض قبول کیا۔ ان کے کہنے پر ہم نے اس رویہ کے خلاف تحریری پروٹسٹ سکرٹری صاحب آریہ سماج کو بھیجدیا +

ہماری اس چٹھی کا جواب ۱/۲ ۲ بجے ملا جس وقت کہ مولوی صاحب بالکل جانے کے واسطے طیار تھے۔ سیکرٹری صاحب آریہ سماج نے لکھا۔ کہ ہم آپ کو ایک گھنٹہ ۴ سے ۵ تک وقت دیتے ہیں۔ اور آپ دھرم بھکشو جی کے اعتراضات کا جواب دیں۔ جس کے جواب میں ہم نے لکھ دیا۔ کہ ہم ٹھیک ۴ بجے آپ کے سٹیج پر پہنچ جائینگے اور پہلی تقریر دھرم بھکشو جی کی ہوگی۔ اور آخری تقریر ہماری ہوگی اور باری باری دس دس منٹ تقریر ہوگی +

ہم لوگ ٹھیک وقت پر آریہ سماج پنڈال میں پہنچ گئے جس پر آریہ سماج کو کچھ حیرانی ہوگئی۔ کیونکہ شاید ان کا خیال تھا۔ کہ مولوی صاحب اس وقت تک جاچکے ہونگے۔ اسی لئے انہوں نے صبح کی چٹھی کا جواب شام کو ۱/۲ ۳ بجے دیا +

دس دس منٹ کی باریاں مقرر تھیں۔ پنڈت دھرم بھکشو جی نے اپنے اعتراضات اپنے وقت میں کئے۔ مثلاً آیت و قاتلوا الذین لا یومنون الخ کو پیش کرکے کہا۔ کہ اسلام میں غیر مذہب والے کو قتل کر دینے کا حکم ہے۔ قاتلوا کے معنے مار ڈالو کئے۔ اسلامی نکاح پر اعتراض کیا۔ یعنی حرمات کی تفصیل میں نانی دادی اور پوتی نواسی کا نہ ہونا بتایا۔ طلاق پر اعتراض کیا۔ اور کہا کہ نیوگ میں کوئی بے غیرتی نہیں۔ کیونکہ ہم اور آپ اپنی لڑکیاں بھی تو بیاہتے ہیں۔ روح کی حقیقت قرآن سے دریافت کی +

مولوی صاحب نے اپنے وقت میں دھرم بھکشو جی کے تمام اعتراضات کے مکمل۔ مدلل اور دندان شکن جوابات دیئے۔ جن کا اثر حاضرین پر بہت اچھا ہوا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ پنڈت جی نے اعتراضات محض زبان عربی کی ناواقفیت اور کم علمی کی وجہ سے کئے ہیں۔ قاتلوا کے معنے مار ڈالو کے غلط ہیں۔ مار ڈالو کیلئے اقتلوا لفظ ہونا چاہیئے۔ قاتلوا کے معنے مقابلہ کے ہیں یعنی جو تم پر حملہ کرے۔ اس کا مقابلہ کرو۔ اور کہا اسلامی نکاح بالکل ٹھیک ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ کیونکہ اسلامی نکاح کی غرض شہوت پرستی نہیں۔ جیسا کہ غیر مسلم محققین سے ظاہر ہے حرمات کی تفصیل مکمل قرآن مجید میں موجود ہے۔ امہات اور بنات کے تحت میں نانیاں اور دادیاں اور پڑ دادیاں، بیٹیاں پوتیاں اور نواسیاں سب شامل ہیں۔ طلاق کا حکم صرف مجبوری کے وقت ہے۔ جب کہ میاں بیوی کا گذارہ ناممکن ہو۔ اور کہ طلاق کے بعد عورت مرد کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ طلاق بالکل اسی طرح ہے۔ جیسا کہ ہم ایک عضو کو ناکارہ دیکھ کر کاٹ دیتے ہیں۔ نیوگ کی مثال اپنی لڑکیوں کی شادی پر دینا بہت بے غیرتی ہے۔ کیونکہ نیوگ میں عورت کو اجازت ہے۔ کہ دس غیر مردوں کے پاس جاسکتی ہے۔ اور لڑکی صرف ایک ہی آدمی کو بیاہتے ہیں۔ روح کی حقیقت قرآن مجید سے آیت یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ پڑھ کر بتائی۔ اور یہ استدلال کیا۔ کہ روح مخلوق ہے۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے۔ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ کہ تمہارا علم محدود ہے۔ اگر ازلی اور ابدی روح ہوتی۔ تو اس کو گذشتہ واقعات کا بھی علم ہوتا +

مناظرہ ۱/۲ ۱ گھنٹے تک جاری رہا۔ حاضرین کی تعداد قریباً دو تین ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ مناظرہ نہایت امن وامان سے ختم ہوا +

(خاکسار بشیر احمد۔ ڈیرہ دون۔)

مذاہب عالم پر اسلام کی فضیلت کا اعتراف
غیر مسلم محققین کی زبان سے

مسٹر بھوپندر ناتھ باسو جو کلکتہ یونیورسٹی کے چانسلر اور انڈیا کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں مذاہب کا ایک طالب علم رہا ہوں۔ میں نے کسی مذہب میں مساوات کی ایسی روح نہیں پائی۔ ہم ہندوؤں میں ذات پات کا ایک سخت نظام موجود ہے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ آیا ہندو مذہب کے ابتدائی زمانہ میں ذاتوں کا نظام اس کا خاص جزو تھا یا نہیں۔ لیکن اسوقت یہ نظام موجود ہے۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ کہ بعض ذاتوں کے لوگ برہما کے سر بعض اس کے ہاتھوں بعض اس کے پاؤں وغیرہ وغیرہ سے نکلے ہیں دیگر مذاہب میں سے جو اسلام سے پہلے کا دعا کر سکتے ہیں۔ ہم یہودیوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ جو بنی اسرائیل کو خدا کے مقبول بندے کہتے ہیں۔ عیسائیت کی نسبت ہندوستان میں مشاہدہ میں آرہا ہے۔ کہ جہاں پادریوں نے دیسی عیسائیوں اور ان کے یورپین بھائیوں نے بھی فرق و امتیاز کی صورت نکالی ہے۔ اول الذکر کو نیٹو (دیسی) عیسائی کہلاتے ہیں۔ جن کو زیادہ خوش قسمت دینی بھائی جو یورپ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسلام کی ایک اور برکت یہ ہے۔ کہ ان میں مذہبی طور پر متقدمین کا کوئی خاص فرقہ نہیں۔ ہر مسلمان تمام مذہبی مراسم کو بجا لاسکتا ہے +

میری رائے میں بنوع انسان کی برائیوں کے بڑے حصہ کو اس زعمی و مصنوعی برتری کے معتقدات سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ جو اپنے زعم ناقص میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ کی نسبت رکھتا ہے۔ اور ایک آدمی دوسرے شخص سے اور ایک قوم دوسری قوم سے اپنے آپ کو افضل سمجھتی ہے۔ یہ مصنوعی عدم مساوات جو خرابیاں ظہور میں لاسکتی ہے۔ مقدس پیغمبر کے وقت میں بھی موجود تھیں۔ لیکن مذہبی تعلیمات کی محبت بخش سپرٹ کے تحت میں ذاتی مثال سے آنحضرت (علیہ السلام) نے ایک ایسی قوم پیدا کی جس میں افریقہ کا سیاہ فام فرزند کسی عربی قبیلہ کے مغرور ترین سردار کا ہمپلہ متصور ہوتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہی جمہوریت کا ولولہ۔ رواداری۔ مساوات کی خوبیاں اس نے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیلادیں۔ پیغمبر اسلام نہ صرف ان محاسن کی تبلیغ کرتا تھا۔ بلکہ خود بھی ان پر عامل تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوستان میں آج باوجود اس مقدس بزرگ پیغمبر کے انتقال کو تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے ایک خاکروب بھی دائرہ اسلام میں کسی بڑے سے بڑے خاندانی سے مساوات کا دعویٰ کرسکتا ہے"

مشہور بنگالی اہل قلم بابو بپن چندر پال اسلام کی رواداری اور مساوات پر ایک طویل الذیل مضمون میں لکھتے ہیں:۔

"عربوں کی اجتماعی جمہوریت میں اسلام نے وہ روح آزادی پیدا کردی جس سے اس عہد کا کوئی مذہب آشنا نہ تھا۔ اور اس وقت کی دنیا جس سے قطعی بیگانہ تھی۔ اسلام نے اخوت اور برادرانہ روابط پر جس قدر زور دیا جس شدومد سے اس پر عمل پیرا ہوا۔ اس کی مثال دنیا کا اور کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے +

اس میں ہندوؤں کی طرح کوئی ذات پات کا امتیاز موجود نہیں۔ نہ کسی کو محض خاندانی اور مالی عظمت کی بناء پر بڑا سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج مغربی اقوام کا شعار بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی تمام تاریخ جوش ملی اور مذہبی فدائیت کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں +

یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی اور خدا ترسی کا جذبہ ہی تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوکر ہزارہا نفوس کی معاشرت و قلوب کو متاثر کیا +

اسلام نے یہاں آکر ہمیں جدید آئین و قوانین سے روشناس کیا۔ نئے طریقہ ہائے انتظام بتائے حکومت کے جدید اغراض و مقاصد سے واقف بنایا اور ہندوستان کے مختلف افراد اور مختلف صوبوں میں ایک ایسی جماعت پیدا کردی۔ جو پیشتر کی نسبت کہیں زیادہ وسیع اور سیاسی و اقتصادی مفاد و مقاصد کی حامل تھی مسلمانوں میں انگریزوں کی آمد سے ایک مدت پیشتر ہی ہندوستان کی سلطنت کو منظم اور قوم کو متحد کرنے کا فخر و شرف حاصل کرلیا تھا"

مسٹر سروجنی نیڈو نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو مسجد ووکنگ لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جس مذہب کی تبلیغ کیلئے مبعوث کیا گیا تھا۔ بے تعصبی اس کا ایک دلچسپ و عجیب پہلو تھا۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اہل وطن نے سسلی پر حکومت کی اور سپین پر سات صدیوں سے زائد زمانہ تک کوس لمن الملک بجایا۔ لیکن انہوں نے کسی حالت میں بھی رعایا کے حق عبادت و پرستش میں دست اندازی نہیں کی۔ وہ عیسائیت کا احترام اس لئے کرتے تھے کہ قرآن کریم انہیں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کرنا سکھاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دنیا کے تمام مذاہب کم و بیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر اسلام اس ۴۲

مصباح اپنے اپنے گھروں میں پہنچاؤ

زنانہ اخبار جو قادیان سے مہینے میں دو بار۔ حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح شائع ہوتا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ ہر احمدی اپنے اہل و عیال کی تربیت کے لئے اسے اپنے گھر میں جاری کرائے۔ اور سب گھر والوں کو اس کے ساتھ ایک خاص دلچسپی ہو ابھی بہت سے تعلیم یافتہ احمدی گھرانے ایسے ہیں۔ جن میں یہ اخبار نہیں منگوایا گیا۔ پھر یہ اخبار ان گھروں کے لئے بھی ایسا ہی مفید ہے۔ جو ابھی سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے۔ ان کو احمدیت و اسلام کی طرف راہنمائی کرنے کے لئے یہ بہترین ذریعہ ہے۔ احمدی بیبیاں اس کی اشاعت میں کوشش کر کے فرض تبلیغ سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکتی ہیں۔

پتہ
اخبار مصباح۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

وصیت نمبر ۲۵۴۲

میں خان بہادر محمد علی خان ولد نواب زادہ سید [illegible] خان قوم بنگش عزیز خیل ساکن موضع احمد نگر ڈاکخانہ و تحصیل و ضلع کوہاٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے:۔

(۱) جائداد غیر منقولہ از قسم اراضی واقعہ کوہاٹ۔ بہادر کوٹ۔ کوزہ تورغ پایاں۔ تورغ بالا۔ خرماتو شاد خیل۔ کمال خیل تخمیناً مالیت ۱۴ بیگھہ و چند دکانات واقعہ کوہاٹ و کوزہ۔

(۲) مکانات مشترکہ پختہ و خام یک منزلہ واقعہ مواضعات کوہاٹ۔ بہادر کوٹ۔ باندہ جلال آباد و احمد نگر۔ سے حصہ من منظر۔

(۳) جائداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ اسپ کمیت یک بیل ہم۔ در انگوری پستول یک۔ اسباب خانگی قیمتی [illegible] ورہ تانگہ یک بیل گاڑی یک گائے بھینس یک عدد یہ تمام جائداد تیس ہزار روپیہ کی ہے۔ چونکہ میرا گذارہ صرف اس جائداد پر ہی نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۳۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت سمجھ کر بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر لیا جاوے گا۔

فقط۔ خاکسار محمد علی خان موصی بقلم خود ۱۵/۱۲ اترا ذگی
گواہ شد:۔ اخوان زادہ سفی اللہ بقلم خود ساکن بانغوالہ حال محرر اٹرگی
گواہ شد:۔ مسیحائی بیگ بقلم خود ساکن ایبٹ آباد۔ حال اٹرگی

قیمت بذریعہ وی پی آرڈر آنی چاہیئے
آدھ سیر کم کے آرڈر کی تعمیل نہیں ہوگی
(اشتہار) ... الحمد شافی

خدائی قدرت

دکن کی بینظیر دوا میاکا پڑسوگنڈہ جو اعصاب دل و اعضاء رئیسہ کو طاقتور بنانے کے لئے اپنی آپ نظیر ہے۔ مشک و عنبر جواہرات اس کے سامنے ہیچ ہیں

ہم اس کے متعلق کچھ مزید خامہ فرسائی کرنا نہیں چاہتے۔ تاکہ کہیں یہ ایک مبالغہ نہ سمجھے۔ بلکہ صرف قدیم و قابل حکماء مستقین کی تحریر اور ان کے ذاتی تجارب ان کی کتب سے ذیل میں نقل کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ خواہشمند اس بینظیر و قدرتی دوا کے استعمال سے اپنی کھوئی ہوئی جسمانی قوت کو از سر نو حاصل کر کے کم خرچ بالانشین کا مصداق بنیں۔ اور اطباء بھی اس نایاب دوا کو حاصل کر کے اپنے کمزور مریضوں کو فائدہ پہنچائیں۔ چونکہ یہ نعمت ہر ایک کو میسر نہیں آ سکتی۔ اس لئے ضرورتمند اصحاب ایسے بینظیر موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ کہ بار بار ایسی نایاب دوا نہیں ملا کرتی۔ (ہے)

افعال و خواص میاکا پڑسوگنڈہ

منقول از یادگار رضائی۔ (۱۱۰) سطرے مصنفہ مولوی حکیم رضا علی خان صاحب حیدرآبادی و خواص الادویہ جلد دوم مصنفہ علامہ مولانا نجم الغنی خانصاحب رامپوری لکھتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ جھاڑ دتوم کا نام ہے۔ جو دودھ میں اسے ابال کر کھاتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے میاں بیوی اس راحت و خوشی سے بسر کرتے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا ہے۔ ایک صاحب نے مجھے دوستی کی وجہ سے یہ دوا تحفہ دی تھی۔ میں نے جب کھائی۔ تو طاقت پیدا کرنے میں بہت مؤثر پایا۔“

اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گائے کے دودھ میں ابالا جاتا ہے۔ تاکہ دودھ اس میں جذب ہو جائے۔ پھر سکھا کر پیس کر کپڑ چھان کر کے غبار کی طرح بنا کر آدھے تولہ کی مقدار میں آدھ پاؤ سفید شکر کے ساتھ نہار منہ غذا سے پیشتر کھائیں یا کھلائیں۔ اعصابی دماغی بدنی قوت پیدا کرنے میں اسے اپنی نظیر آپ پاؤ گے۔ اس کے سامنے دیگر قیمتی طاقت دینے والی دوائیں آپ محض ہیچ پائیں گے۔ قیمت رعایتی عوام سے فی سیر آٹھ روپے اطباء سے فی سیر چھ روپے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

مینیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالی جناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب مفید در معالج امراض کہنہ
شاہ علی بنڈہ متصل چوک اسپاں۔ حیدرآباد۔ دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گودھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصول ڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے سفید اور پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔

قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن و جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کی درد۔ نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ (ـ)

المشتہر
نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

(اشتہارات)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پُر زور سفارش

تین نئی کتابوں کے متعلق

یہ تھوڑی تعداد میں باقی ہیں۔ احباب جلد منگوالیں

منہاج الطالبین پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ لیکچر اپنے نفس کی اور اپنی آئندہ نسلوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ لیکچر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے۔ بک ڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں۔ قیمت ۱ر

حق الیقین اس سال اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب ہفوات المنافقین کا جواب ہے۔ ہفوات المنافقین ایک شیعہ نے لکھی ہے۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریمؐ اور آپ کی ازواج اور صحابہؓ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس نے ہندوستان میں ایک آگ لگادی تھی۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی الٹا اثر پڑا۔ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اخبار اہلحدیث میں بھی اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ معلوم ہوا کہ باقی مطالبات کا کوئی بھی جواب نہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمی بھی ہیں۔ اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے۔ اور اسلام کا مطالعہ کرنے کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے + قیمت ۱۲ر

الواح الہدیٰ ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتبہ ہے۔ اور در حقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ اسی بنا پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کیلئے جو سکیم بنائی۔ اس میں ضرور قرار دیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضروری ہونی چاہئیں۔ ایک قرآن شریف۔ دوسرے کشتی نوح۔ تیسری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ (غالباً للعہ ہے۔) اور یوں بھی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے تجویز کی گئی تھی۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوا لیا جائے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے یعنی ۱۱ر

یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی بےنظیر ہے۔ اخلاق کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ ایسا مجموعہ ہے۔ کہ میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ بہت ہی بےنظیر کتاب ہے۔ مجھے اتنی پسند ہے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا۔ مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں۔ یہ تینوں کتابیں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں +

(منقول از الفضل نمبر ۵۸ مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۲۷ء تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی:۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کے دردناک حالات۔ قیمت ۴ر

ویدوں کے سربستہ راز:۔ تردید آریہ میں۔ دس ٹریکٹوں کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

ملنے کا پتہ

مینیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

رسالہ دستکاری مفت

انگلینڈ امریکہ جرمنی جاپان کی قیمتی دستکاریاں بلا سرمایہ کے سیکھ کر پانچسو روپیہ ماہوار کمانا چاہو۔ تو ہفتہ وار رسالہ دستکاری کے خریدار ہو۔ پانچ روپیہ کے بجائے سالانہ چندہ تین روپیہ سال بھر کے پرچے واپس کر کے جی چاہے تو اپنی قیمت واپس منگوا لو باصرف محصول ادا کر کے نئے سال کے واسطے پھر رسالہ جاری کرا لو۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے والے اس چندروزہ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔

المشتہر

مینیجر رسالہ دستکاری ۔ دہلی

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

۱۱ر فروری ۱۹۲۷ء لغایت ۲۳ر فروری ۱۹۲۷ء مسافر گاڑی کے ساتھ موٹر کار کے واسطے واپسی ٹکٹ ۱/۲ ۱ شرح کرایہ کے حساب سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر دہلی تک کا جاری ہوگا۔ بشرطیکہ ایک طرف کا سفر ایک سو میل سے بڑھ جاوے۔ یہ ٹکٹ سفر واپسی شروع کرنے کے لئے ۲۸ر فروری تک کی کسی تاریخ کے واسطے کارآمد بنائے جاوینگے +

دستخط بحروف انگریزی

(ڈی۔ ایچ بونیر ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور)

ایک معزز پولیس انسپکٹر کی شہادت

چھمبر ٹوارڈو شارٹ ہینڈ

قیمت دو روپے (عا) صرف معہ محصولڈاک

میں نے کتاب چھمبر ٹوارڈو شارٹ ہینڈ کا مطالعہ کیا۔ یہ کتاب واقعی شارٹ ہینڈ مضمون میں بے نظیر ہے۔ اور سب سے اچھی ہے۔ مبتدی تھوڑی سی میعاد میں اچھی طرح شارٹ ہینڈ کے فن سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس سے بہتر اس مضمون پر اس سے پہلے میری نظر سے نہیں گذری +

دستخط مرزا حاکم بیگ صاحب گورنمنٹ پنشنر محکمہ پولیس

نوٹ:۔ ہر ایک خواندہ کے لئے اور خصوصاً لیکچرز۔ تقاریر۔ مناظرات ومباحثات لکھنے والوں اور طالب علموں غرضیکہ ہر ایک ذی علم اصحاب کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ پتہ:۔

شیخ الٰہی بخش رحیم بخش۔ بکسیلرز۔ پبلشرز۔

گجرات پنجاب

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— نئی دہلی۔ ۲ر فروری۔ آج اسمبلی میں سر الگزینڈر مڈیمان کی تحریک پر جو دفعہ ۱۱۵ ضابطہ دیوانی کی ترمیم کے لئے پیش کی گئی تھی۔ دو گھنٹہ مباحثہ ہوتا رہا۔ اسمبلی نے ۴۲ آرا کے مقابلہ میں ۵۸ آرا سے یہ تحریک مسترد کر دی۔ کہ اس مسودہ پر غور کیا جائے۔

—— انڈین نیشنل کلب کابل کا ایک خاص اجلاس ۱۸ر جنوری کو منعقد ہوا۔ جس میں اخبار زمیندار کے نوٹ مطبوعہ ۵ر جنوری (جو کلب مذکور کے خلاف لکھا گیا تھا) کے خلاف اظہار نفرت کیا گیا اور ایڈیٹر اخبار زمیندار سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ اس اہتک آمیز نوٹ کے لئے اپنے اخبار میں اظہار افسوس کرے۔ اور اپنے نامہ نگار کابل کا نام بتا دے۔

—— دہلی۔ ۳۱ر جنوری۔ مسٹر شعیب قریشی نے انڈیا کانگریس کمیٹی کی مجلس عاملہ میں ذیل کی تجویز پیش کرنے کی اطلاع دی ہے کہ چینیوں کے ساتھ جنگ میں عملی ہمدردی کے اظہار کے لئے انڈین نیشنل کانگریس کی طرف سے ایک وفد چین بھیجا جائے۔

—— نئی دہلی۔ ۳۱ر جنوری کی صبح کو لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوا۔ ڈپٹی پریسیڈنٹ کے انتخاب میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوا مسٹر محمد یعقوب کو ۵۹ ووٹ ملے۔ اور مسٹر تصدق احمد شروانی کو ۵۵۔ اس طرح چار راؤں کی کثرت سے مسٹر محمد یعقوب اسمبلی کے ڈپٹی پریسیڈنٹ منتخب ہو گئے۔

—— لالہ شنکر لال صاحب سیکرٹری دہلی کانگریس کمیٹی کو دفعہ ۵۰۴ کے ماتحت ملزم قرار دیکر ایک سال قید بامشقت اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

—— یکم فروری کو اسمبلی میں کمار گنگا نند سنگھ نے شردھانند جی کے قتل کے متعلق سوال کیا۔ جس کا ہوم ممبر نے اس لئے جواب دینے سے انکار کیا۔ کہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

—— کلکتہ ۱۳ر جنوری۔ مسٹر غزنوی کے آنریبل مسٹر بی چکرورتی کی رفاقت میں وزارت قبول کرنے کے خلاف جو شورش پیدا ہوئی تھی وہ نازک صورت اختیار کر رہی ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر غزنوی کو ایسے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن میں انہیں قتل کر دینے کی دھمکی دی گئی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ فوراً مستعفی ہو جاؤ۔

—— بنارس۔ ۱۳ر جنوری۔ ہز اکسیلنسی کمانڈر انچیف نے بنارس ہندو یونیورسٹی کا معائنہ کیا۔ اسٹاف اور طلباء کو یہ نصیحت کی۔ کہ وہ شاہی زراعتی کمیشن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ ایک زراعتی کالج کھولنے کا انتظام کریں۔

—— مسٹر سرینواس آئینگر صدر انڈین نیشنل کانگریس نے شدھی کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے گذشتہ سینچر کو تقریر کی۔ آپ نے کہا۔ ہر ایک مذہب کو اپنی تبلیغ و اشاعت کا پورا اختیار ہے۔ اور اگر مسلمانوں کو تبلیغ و تنظیم کا حق حاصل ہے۔ تو ہندوؤں کو شدھی اور سنگٹھن کا حق حاصل ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ سنگٹھن قومیت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے عین موافق ہے۔ یہ کہنا گویا شر انگیز پروپیگنڈا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں شدھی جائز نہیں ہے۔ آپ نے آریہ سماج کی سرگرمیوں کی تعریف کی۔

—— شملہ ۳۱ر جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پرائیوٹ ہلیک کو عدالت ابتدائی سے ایک ساٹھ سالہ فقیرنی کی سپاٹو میں بے حرمتی کرنے کے الزام میں سزا ہوئی تھی۔ اسے اپیل پر سشن جج مسٹر ٹیپ نے بری کر دیا۔

—— نئی دہلی یکم فروری۔ پیر شیخ کلیم اللہ کا مزار جو سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ اور جامعہ مسجد کے سامنے واقعہ تھا۔ آج صبح منہدم پایا گیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— ترکی نے ابتدائی تعلیم کو لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لئے مفت اور لازمی کر دیا ہے۔ گذشتہ سال قسطنطنیہ میں ۲۵۲ ابتدائی مدارس تھے۔ لیکن امسال ان کی تعداد بڑھ کر ۳۲۶ تک پہنچ گئی ہے۔ جن میں ۲۰۳۸۹۷ لڑکے اور ۲۰۱۸۹ لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں۔

—— استنبول۔ حکومت ترکی نے ۵۰ ہزار ترکی پونڈ (۹۵ ترکی پونڈ ایک انگریزی پونڈ) مسجد آیا صوفیہ کی مرمت کے لئے منظور کئے ہیں۔ اور گنبد کی درستی کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

—— لنڈن۔ ۳۰ر جنوری۔ بریڈ فورڈ کے ایک آدمی کا دماغ اور ریڑھ کی ہڈی کمزور تھی۔ اس کا علاج بطور تجربہ یوں کیا گیا کہ بخار کے جراثیم سے متاثر مچھر ایک بوتل میں بند کر کے بوتل کا منہ بیمار کی گردن پر رکھا گیا۔ تاکہ وہ مچھر بیمار کو کاٹیں۔ اور اس میں بخار کے جراثیم داخل ہوں۔

—— رگبی ۳۱ر جنوری۔ انفلوانزا کے جراثیم کے انکشاف کی جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے متعلق علمی اور طبی حلقوں میں بڑی دلچسپی لی جا رہی ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح نکلی۔ تو انکشاف فی الواقع نہایت اہم ثابت ہوگا۔ اب تک انفلوانزا کے جراثیم کے متعلق عدم واقفیت اور اس بیماری کی اصلیت سے لاعلمی علم طب کے لئے ایک بہت بڑی کمی ہے۔

—— برلن ۳۰ر جنوری۔ آج رات سے جرمنی میں اتحادیوں کے فوجی کمیشن کا سرکاری طور پر خاتمہ ہو گیا۔ صرف چند افسران امور غور طلب کے تصفیہ کے لئے رہ جائیں گے۔ سات برس کے عرصہ میں اس کمیشن نے ۵۰ ہزار توپوں۔ ایک لاکھ مشین گنوں۔ ۱۴ ہزار طیاروں، ۲۷ ہزار انجنوں اور کروڑوں پھینکنے والے گولوں اور چھوٹے اسلحہ کے توڑ دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔

—— طہران۔ ۳۰ر جنوری۔ مجلس وزارت مستعفی ہو گئی۔ کیونکہ انڈیپینڈنٹ پارٹی بھی مخالف حکومت جماعت سے متحد ہو گئی تھی۔ جنہوں نے گورنمنٹ کو اس بات کا نوٹس دیا۔ کہ وہ جواب دے کہ کیوں ابھی تک روس و ایران کے درمیان معاہدہ جات اور دیگر مسائل کا تصفیہ نہیں ہوا۔

—— برلن ۳۱ر جنوری۔ مقام ڈورن سے جہاں قیصر آج کل رہتے ہیں — حکم آیا ہے۔ کہ برلن میں جو قیصر کا قصر شہنشاہی ہے اس میں وسیع پیمانہ پر نئی نئی باتیں پیدا کی جائیں۔ تاکہ وہ اس قابل ہو جائے۔ کہ جب کبھی قیصر بیگم ہرمینہ برلن تشریف لائیں۔ تو اس میں قیام فرما سکیں۔ جریدہ "برلینر تجبلیات" لکھتا ہے۔ کہ یہ قیصر کی واپسی برلن کے لئے ابتدائی تیاریاں ہیں۔ جس کے لئے بہت جلد پروپیگنڈا شروع ہونے والا ہے۔

—— پیکن ۳۱ر جنوری۔ چین کی وزارت خارجیہ نے برطانوی سفارت خانہ کو ایک احتجاج نامہ پیش کر کے امید ظاہر کی ہے کہ حکومت برطانیہ چین سے انگریزی فوجوں کے فوراً ہٹا لئے جانے کے واسطے ضروری ہدایات صادر فرمائے گی۔ تاکہ دونوں قوموں کے تعلقات دوستانہ میں خرابی پیدا نہ ہو۔

—— لنڈن ۲۷ر جنوری۔ شنگھائی میں آج صبح کے وقت عام طور پر ہی چرچا ہو رہا تھا۔ کہ شنگھائی میں ہندوستانی فوجیں صحیح و سالم پہونچ گئیں۔ ان کے پہونچ جانے پر لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ جس وقت یہ فوجیں شہر میں گشت لگاتی ہوئی گھوڑ دوڑ کے میدان میں گئیں۔ کسی جماعت نے مخالفانہ مظاہرہ نہیں کیا۔

—— رگبی یکم فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہائیکس فرینسس میکڈانل کو فلسطین کی عدالت العالیہ کا چیف جسٹس مقرر کر دیا گیا۔ مسٹر میکڈانل مغربی افریقہ میں اس قسم کے کئی عہدوں کا کام کر چکے ہیں۔ ابھی حال میں آپ سیرالیون میں اٹارنی جنرل تھے۔

—— ٹوکیو ۲۹ر جنوری۔ کوبیاشی میں آتشزدگی سے چھ سو مکان ریلوے اسٹیشن بنک۔ اور دفاتر جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہیں۔ لیکن کوئی ہلاک و مجروح نہیں ہوا۔

—— لنڈن ۲۸ر جنوری۔ شمالی انگلستان اور سکاٹلینڈ میں جو جدید طوفان باد آیا۔ اس کی وجہ سے سخت نقصان ہوا۔ شہر گلاسگو کا ایک گودام اور دوکانات منہدم ہو گئے۔ کھپریوں اور چمنیوں کے ٹکڑوں کی بوچھاڑ سڑکوں پر ہوئی تھی جس کی وجہ سے بیشمار لوگوں کو چوٹیں لگیں ہوا کے جھونکے اسقدر سخت چلتے تھے۔ کہ بازاروں میں راستہ چلنے والوں کو اٹھا کر پھینک دیتے تھے۔ [illegible]

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)